41

ہماری جماعت کے زمینداروں کو چاہیے کہ وہ محنت اور ہمت سے کام لیتے ہوئے اپنے ملک کی زرعی پیداوار بڑھانے کی کوشش کریں

ہر جگہ ایک سیکرٹری زراعت مقرر کیا جائے جو مرکز میں باقاعدہ رپورٹ بھیجا کرے کہ اُس کے علاقہ میں اِس سلسلہ میں کیا کوشش ہو رہی ہے

(فرمودہ 6 فروری 1959ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعت کو نصیحت کی تھی کہ وہ اپنے اور اپنے ملک کے فائدہ کے لیے زراعت کی طرف توجہ کریں۔ اُس وقت بڑی خوشکن خبریں آ رہی تھیں اور کہا جا رہا تھا کہ اس دفعہ غلّہ بہت پیدا ہوگا اور گورنمنٹ نے بھی غلّہ کا سٹاک کافی کر لیا ہے، اس لیے باہر سے غلّہ منگوانا نہیں پڑے گا۔ لیکن یہ علم نہیں تھا کہ گندم کی قلت کی مصیبت بہت جلد آ جائے گی۔ چنانچہ چند دن ہوئے میری ایک بیوی نے مجھ سے کہا کہ گھر میں گندم کا ایک دانہ بھی نہیں اور بازار سے ایک پاؤ آٹا بھی نہیں

ملتا۔ میں نے اُس وقت خیال کیا کہ عورتیں یونہی گھبرا جاتی ہیں لیکن بعد میں مجھے صدر عمومی ربوہ کی طرف سے چٹھی آئی کہ ربوہ میں گندم بالکل نہیں مل رہی۔ اس لیے مجھے افسران بالا سے ملنے کے لیے بھیجا جا رہا ہے تا کہ ربوہ میں راشننگ (RATIONING) کا انتظام کیا جائے۔☆ پھر مجھے پتا لگا کہ اِتنی جلدی گندم کی قلت ہمارے ملک میں ہوگئی ہے اور اِس علاقہ میں جس کے قریب ہی سرگودھا اور لائلپور رہے جہاں بڑی مقدار میں گندم پیدا ہوتی ہے گندم کی قلت ہوگئی ہے۔ تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ سرگودھا میں اَور بھی حالت بُری ہے۔ وہاں گاؤں کے لوگوں کو بڑی مصیبت پیش ہے اور وہ جوار بڑے مہنگے بھاؤ خرید کر کھا رہے ہیں، گندم کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر ایک عورت شکایت لے کر آئی کہ ہمیں بیسن کی ضرورت تھی اور بازار سے بہت مہنگا بیسن ملا، جوار بھی چار روپے اور زیادہ سے زیادہ چھ روپے فی من مل جاتی تھی۔ اب کہتے ہیں کہ سرگودھا میں بارہ روپے فی من کے حساب سے زمیندار جوار خرید کر کھا رہے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ بڑے بڑے آدمی آپس میں مل کر فیصلہ کر لیتے ہیں چھوٹے زمینداروں سے مشورہ نہیں لیتے جس کی وجہ سے اِس قسم کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً احمد نگر کی زمین میں میری گندم ہی کوئی دو من فی ایکڑ کے حساب سے پیدا ہوئی تھی لیکن افسروں نے ساری زمین پر دو من اوسط کا ٹیکس لگایا حالانکہ اس علاقہ میں زمین کو کُل پندرہ فیصدی پانی ملتا ہے اس لیے ساری زمین کا پندرھواں حصہ ہی ہماری زمین کاشت کی جا سکتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گو ہم زمیندار ہیں لیکن ہمارے گھر غلّہ کا ایک دانہ بھی نہیں۔ ایم۔ این سنڈیکیٹ (M.N.SYNDICATE) جو میری طرف سے اور میرے بیٹوں کی طرف سے ہماری زمین پر نگران مقرر ہے اُس نے وہی گندم جو گھروں میں خوراک کے لیے رکھی گئی تھی اُٹھا کر گورنمنٹ کو دے دی لیکن افسروں نے پھر نوٹس دے دیا کہ پانچ سَو من گندم اَور دو۔ ہم نے فوج کے پاس اپروچ (Approach) کی تو جھنگ میں جو اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر تھے اُنہوں نے

☆ اِس عرصہ میں صدر عمومی افسران بالا سے ملے ہیں جس کے نتیجہ میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے ربوہ کے متعلق بھی راشننگ کا حکم دے دیا ہے اور گندم کا انتظام کر دیا ہے۔ چنانچہ بڑوں کو چار چھٹانک اور بچوں کو دو چھٹانک روزانہ کے حساب سے گندم دی جا رہی ہے اور سنا ہے کہ یہ مقدار اَب زیادہ کرنے والے ہیں۔

کہا ہمارا اِس سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ سِول کے افسروں کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ ہم لاہور میں فوڈ کے افسروں کے پاس گئے تو انہوں نے تحقیقات کر کے چنیوٹ کے افسر کو فون کر دیا کہ یہ گندم دے چکے ہیں ان سے مزید گندم کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اصل غلطی اس لیے لگی کہ ایم۔این سنڈیکیٹ ہماری زمینوں کا یہاں بھی انتظام کرتی ہے اور سندھ میں بھی انتظام کرتی ہے۔ سندھ میں جو ڈیلیوری ہوئی تھی وہ غالباً ایم۔این سنڈیکیٹ کے نام پر ہوئی تھی میرے نام پر نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے نوٹس مجھے دے دیا گیا کہ تم نے گندم جمع نہیں کروائی حالانکہ ایم۔این سنیڈیکیٹ ان کے حق سے بھی دو ہزار پانچ سو من گندم زیادہ دے چکی تھی اور ایم۔این سنڈیکیٹ کی ایک انچ زمین بھی نہیں، وہ صرف میرے اور میرے بچوں اور میری بیویوں کی طرف سے انتظامیہ کمیٹی ہے۔ اُس پر کوئی گندم دینی واجب ہی نہیں تھی۔ جو گندم دی گئی وہ ہماری طرف سے دی گئی تھی۔ غرض صرف نام کی غلطی کی وجہ سے مجھے نوٹس دیا گیا۔ بہرحال ہمارے ملک کی حالت غلّہ کے لحاظ سے تسلّی بخش نہیں۔ فوج کے افسران کام تو بڑی عقلمندی سے کر رہے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ غلّہ کے بارے میں چھوٹے زمینداروں سے بھی مشورہ کر لیا کریں۔ صرف بڑے بڑے افسروں اور زمینداروں سے مشورہ کرنا صحیح نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔

میں جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ قرآن کریم سے پتا لگتا ہے کہ فی ایکڑ پانچ سو پچیس من بلکہ اس سے بھی زیادہ گندم پیدا ہوسکتی ہے 1 لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ قواعد کی پابندی کی جائے اور دین کی خدمت کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا 2 یعنی دنیا میں کوئی بھی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔

پس اصل طریق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہی دُعا کی جائے کہ اے اللہ! تُو نے رزق اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اس لیے ہم پر جو تنگی آئی ہے اسے تُو ہی دور کر۔ اگر خدانخواستہ پیداوار کم ہو تو اس کا چندہ پر بھی اثر پڑے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیے اور اُس سے دُعا کرنی چاہیے اور ساتھ ہی محنت بھی کرنی چاہیے۔ ہمارے ملک میں زمیندار اتنا ہل نہیں چلاتا جتنے ہل چلانے ضروری ہیں۔ گندم کے لیے چھ ہل ضروری ہیں اور ہر دو ہلوں کے درمیان ایک ہفتہ کا وقفہ ضروری ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک دن ہل چلایا اور پھر دوسرے دن بھی ہل چلانے چلے گئے اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔ سات دن سورج کی دھوپ زمین پر پڑتی رہے اور اس کے بعد دوسرا ہل دیا جائے تب فائدہ ہوتا ہے۔

اِسی طرح کھاد سے بڑا فائدہ ہوتا ہے مگر اَب چونکہ مصنوعی کھاد کا رواج زیادہ ہو گیا ہے اِس لیے گورنمنٹ بھی اور زمیندار بھی اس کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں حالانکہ امریکہ نے لمبے تجربات کے بعد معلوم کیا ہے کہ مصنوعی کھاد میں اگر جانور کی کھاد یا نباتاتی کھاد نہ ملائی جائے تو وہ بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ میں نے جلسہ سالانہ پر بتایا تھا کہ نباتاتی کھاد کے لحاظ سے امریکہ کے تجربہ کے مطابق سورج مکھی بہترین خیال کی گئی ہے مگر سورج مکھی جون یا جولائی میں بوئی جاتی ہے اور اس کا فائدہ اگلے سال ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اِس سال تو لوگوں نے بوئی نہیں۔ اس لیے ان کو برسیم یا کسی اَور چیز سے جسے انہوں نے بویا ہو فائدہ اٹھانا چاہیے یا جانوروں کی کھاد سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ہمارے ہاں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ کھاد اوپلوں کی صورت میں عورتیں جلا دیتی ہیں حالانکہ روایتوں میں آتا ہے کہ اوپلے جلانا قوم کی ذلّت کی علامت ہے3 تو اوپلے جلانا درست نہیں لکڑی کا استعمال کرنا چاہیے۔ اصل میں جب گھر میں اوپلے جلانے کے لیے میسر آ جاتے ہیں تو لوگ درخت اُگانے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے اور اِس طرح ملک کو نقصان پہنچتا ہے۔

اس سال شروع میں قیاس کر لیا گیا تھا کہ فصل بڑی اچھی ہو گی کیونکہ شروع میں بڑی اچھی بارش ہو گئی تھی لیکن یہ پتا نہیں تھا کہ بارش اِس قدر زیادہ ہو گی کہ فصل خراب ہو جائے گی۔ چنانچہ پہلے تو فصل کے متعلق بڑی خوشکن خبریں آتی رہیں لیکن اب پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے بعض علاقوں کی فصل خراب ہو گئی ہے اور چنا تو بالکل مارا گیا ہے مگر خدا تعالیٰ نے کل اور آج دھوپ لگا دی ہے۔ اگر دس بارہ دن اَور متواتر دھوپ لگ گئی تو خیال ہے کہ فصلیں دوبارہ کھڑی ہو جائیں گی لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دھوپ نہ میں نکالتا ہوں، نہ تم نکالتے ہو، نہ گورنمنٹ نکال سکتی ہے، دھوپ خدا تعالیٰ نکالتا ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ سے ہی دُعا کرو اور اُس وقت تک اپنی آمدنی کے اندازے نہ لگایا کرو جب تک وہ واقع میں پیدا نہ ہو جائے۔ انگریزوں میں ایک مثل مشہور ہے کہ ''There is many a slip between the cup and the lip''۔ کہتے ہیں کوئی امیر آدمی چائے پینے بیٹھا تو چائے کی پیالی ابھی رکھی ہی تھی کہ اُس کی زمینوں کا منیجر آ گیا اور اُس نے کہا صاحب! ایک جنگلی سؤر آ گیا ہے۔ وہ چائے چھوڑ کر اُس سؤر کو مارنے چلا گیا اور بجائے اِس کے کہ وہ سؤر کو مار لیتا جنگلی سؤر نے اُسے مار دیا اور لوگ اُس کی نعش اُٹھا کر لائے۔ اس لیے یہ مثل مشہور ہو گئی

کہ ہونٹ اور چائے کی پیالی کے درمیان بھی ایک فاصلہ ہوتا ہے۔ بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیالی بھری پڑی ہے اور ہونٹ کے بالکل قریب ہے لیکن اگر بیچ میں موت آ جائے تو پھر چائے اور ہونٹ کا فاصلہ اتنا بڑھ جاتا ہے جو کسی طرح پُر نہیں کیا جا سکتا۔

بہرحال جب نئی فصل نکل آئے گی تب پورا پتا لگے گا کہ فصل اچھی ہوئی ہے یا نہیں۔ سِوِلین افسروں کا قاعدہ تھا کہ وہ شہریوں کو اپنا بچہ سمجھتے تھے اور دیہاتیوں سے وہ سوتیلا پن کا سلوک کرتے تھے۔ اب بھی یہی ہے کہ لاہور، ملتان، لائلپور اور چنیوٹ میں تو راشن مقرر ہے اور ربوہ میں نہیں۔ یہاں لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ایک دانہ گندم کا بھی اِنہیں نہیں ملتا۔ اگر گورنمنٹ نے راشننگ کا انتظام نہ کیا تو نامعلوم کیا حال ہو۔ مگر یہ مصیبت تبھی دور ہوگی جب اگلی فصل کٹ جائے گی اور وہ مئی جون میں جا کر کٹے گی اور ابھی مئی جون میں چار پانچ ماہ باقی ہیں اور پانچ ماہ تک لوگ زندہ کیسے رہ سکتے ہیں سوائے اِس کے کہ گورنمنٹ جیسے اپنے ذخیروں سے بڑے شہروں کو خوراک مہیا کر رہی ہے اُسی طرح وہ ربوہ کے لیے بھی ایک حصہ مقرر کرے۔☆ جب پچھلی بارشیں ابھی نہیں ہوئی تھیں تو میں نے بہاولپور کے متعلق پڑھا تھا کہ وہاں ایسی فصل ہوئی ہے کہ پچھلے ساٹھ سال میں بھی اتنی اچھی فصل پیدا نہیں ہوئی لیکن بعد کی بارشوں نے ساری فصلیں تباہ کر دیں۔

پس تمام جماعت کو چاہیے کہ زرعی پیداوار بڑھانے کی کوشش کرے۔ اس کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ وہ ہر جگہ ایک سیکرٹری زراعت مقرر کرے جو مرکز میں باقاعدہ رپورٹ بھیجا کرے کہ اس کے علاقہ میں کیا کوشش ہو رہی ہے، کھاد کیسے ڈالی جا رہی ہے اور کتنے ہل دیئے جا رہے ہیں۔ اگر محنت اور دیانتداری کے ساتھ کام کیا جائے تو ایک سال کے اندر اندر ہمارے ملک کی حالت درست ہو جائے گی اور ہمارے چندے بھی کئی گنا بڑھ سکتے ہیں۔ اگر قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق ہی ہماری فصل پیدا ہو تو گو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس اندازہ سے بھی فصل بڑھا دیتے ہیں مگر نہ بڑھے تب بھی تحریک اور انجمن کی کئی ارب روپیہ کی آمد ہو جاتی ہے اور ہماری گورنمنٹ کی آمد تو کئی کھرب ہو جاتی ہے مگر ضرورت یہ ہے کہ لوگ تقوٰی سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور جو تجربات سائنس نے کیے ہیں یا جو تجربات ان کے باپ دادوں کے ہیں

☆ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ اب افسروں نے حکم دے دیا ہے کہ ربوہ میں بھی راشننگ ہو جائے۔

اُن سے وہ فائدہ اٹھائیں تو ان کی اپنی حالت بھی درست ہو جائے گی اور گورنمنٹ کی اقتصادی بدحالی بھی دور ہو جائے گی۔ اگر قرآنی اندازہ کے مطابق فصل پیدا ہونے لگ جائے تو سات ایکڑ والا زمیندار بھی اتنا اچھا گزارہ کر سکتا ہے جتنا ایک ڈپٹی کمشنر کرتا ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ عملاً ایسا ہو جائے۔ عملاً جب تک ایسا نہیں ہوتا سات ایکڑ کا مالک چپڑاسی جیسا گزارہ بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جن ملکوں میں زراعت کی طرف توجہ نہیں کی جاتی وہاں چپڑاسی کی حیثیت ایک زمیندار سے زیادہ ہے۔

ایک دفعہ مغربی افریقہ کے ایک احمدی نے جو چپڑاسی کا کام کرتا تھا مجھے لکھا کہ میں ریاست کی نوابی کے لیے کھڑا ہو رہا ہوں میرے لیے دُعا کریں۔ میں نے لکھا تُم تو چپڑاسی ہو اور نوابی کے لیے کھڑے ہو رہے ہو؟ اُس نے لکھا کہ یوں تو میرا باپ یہاں کا نواب تھا لیکن چپڑاسی کو یہاں اِتنی تنخواہ مل جاتی ہے کہ زمیندارہ میں اتنی آمد نہیں ہوتی لیکن پھر بھی میری خواہش یہ ہے کہ میں نواب بن جاؤں۔ نواب بن جانے پر مجھے خود زمیندارہ نہیں کرنا پڑے گا۔ ہاں! ٹیکس وغیرہ کی آمدنی ہوگی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اب تک دو احمدی مغربی افریقہ میں نواب ہو چکے ہیں۔ اب ایک بادشاہ کی جگہ خالی ہوئی ہے اور ایک لڑکے کا خط آیا ہے کہ میرے لیے دُعا کریں میں بادشاہ ہو جاؤں۔ ہمیں اس کے بادشاہ ہونے سے اتنی دلچسپی نہیں جتنی دلچسپی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس الہام سے ہے کہ

''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''[4]

ہم چاہتے ہیں کہ بعض جگہوں کے بادشاہ ہماری زندگی میں ہی احمدی ہو جائیں اور وہ برکت ڈھونڈنے لگ جائیں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھیں۔☆

بہرحال میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ فوراً زراعت کے سیکرٹری مقرر کرے جو مرکز کو

☆ اِس کے بعد ایک خط امریکہ سے ایک نومسلمہ کا آیا جس میں اس نے ذکر کیا ہے کہ شاہِ فاروق کی والدہ ملکہ نازلی نے میرے خاوند کا جو وہاں مبلّغ ہے ایک عیسائی رسالہ کی تردید میں ایک مضمون پڑھا تو انہوں نے کہا کہ اسلام کی خدمت احمدیوں کے سوا اَور کوئی نہیں کر رہا۔ جب ایک ملکہ کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے تو بادشاہ کو بھی ہو سکتی ہے۔

باقاعدہ رپورٹ بھیجا کریں اور گورنمنٹ کے مقرر کردہ قواعد اور پھر اپنے باپ دادا کے تجربہ کے مطابق ہل چلائیں اور کھاد ڈالیں۔ یہ نہ ہو کہ اپنی سُستی کی وجہ سے وہ خود بھی مصیبت میں پڑیں اور ہم بھی مصیبت میں پڑیں۔ ان کو اس بارہ میں زیادہ چُستی دکھانی چاہیے تاکہ ان کی مصیبت بھی دور ہو، سلسلہ کی مصیبت بھی دور ہو اور ملک کی مصیبت بھی دور ہو"۔ (الفضل 8 مارچ 1959ء)

1: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۶۲ (البقرة:262)

2: ھود:7

3: حزقی ایل باب 4 آیت 12 تا 15۔ (مفہوماً)

4: تذکرہ صفحہ 8۔ طبع چہارم